الغزالی فورم کا ترجمان

افکارِ قاسمی



الغزالی فورم

algazali.org
qasmimag@gmail.com



افکار قاسمی اراکین

فہرست مضامین



اداریہ



مدیر کے قلم سے

رمضان المبارک کا مہینہ جب ہم پر سایہ افگن ہوا، مسلمان جاگ اٹھے۔ ہر شہر، ہر محلہ، ہر مسجد میں روح کی تازگی لوٹ آئی۔ لوگ مسجدوں کی گلیوں میں رواں دواں ہوئے، عبادات میں مشغول ہوئے، توبہ و استغفار کے لمحے دلوں کو نرم کر گئے۔ ہر طرف نور کی روشنی تھی، ہر دل میں رب کی محبت کی خوشبو بسی ہوئی تھی، اور ہر آنکھ سے امید کے آنسو ٹپک رہے تھے۔

مگر جیسے ہی رمضان نے ہمیں الوداع کہا، ہم نے وہی راستہ چھوڑ دیا جس پر رمضان کے مہینے میں قدم رکھا تھا۔ مسجدیں دوبارہ سنسان ہو گئیں، عبادت کی روشنی مدھم ہو گئی، اور ہم گناہوں کے دلدل میں واپس جا پڑے۔ مؤذن کی صدا، جو رمضان میں دلوں کو جھنجھوڑتی تھی، اب فضاؤں میں گونجتی رہی، مگر ہم دنیاوی مشغولیات میں مگن رہے۔ ہم کاروبار میں، مسائل میں اور دنیاوی محبتوں میں اتنے محو ہو گئے کہ رب کی یاد کو بھول گئے۔

یہ ایک تلخ مگر ضروری حقیقت ہے کہ مسلمان صرف رمضان کے مہینے کے لیے نہیں ہوتا۔ مسلمان وہ ہے جو ہر دن، ہر لمحہ، ہر سانس میں اپنے رب کے احکام پر عمل کرے۔ فرض، واجب اور مستحب کے ہر حکم کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔ نمازیں وہی ہیں، نیک اعمال وہی ہیں، ، رب کی عبادت وہی ہے جو رمضان میں تھی۔ رمضان ہمیں صرف بتاتا ہے کہ راستہ کیا ہے، لیکن اس راستے پر مستقل قدم رکھنا ہم پر منحصر ہے۔



اگر ہم رمضان کی روح کو اپنی زندگی کے ہر دن میں جاری نہ رکھیں، تو رمضان صرف ایک لمحہ بن کر رہ جائے گا، ایک یاد بن کر ذہن میں بسی رہے گا۔ اصل امتحان رمضان کے بعد ہے، اصل کامیابی رمضان کے بعد کی زندگی میں ہے۔ ہر سانس، ہر دن، ہر عمل میں مسلمان رہنا ہی سچی بندگی ہے۔

دنیا کے حالات ایک نیا رخ اختیار کر رہے ہیں۔ اگر ہم امن چاہتے ہیں، اگر ہم سکون چاہتے ہیں، اگر ہم امن کے ساتھ جینا چاہتے ہیں، تو رمضان کی تربیت سے سبق سیکھنا ہو گا۔ ورنہ ہمارا حال ویسا ہی رہے گا جیسا آج ہے، اور ہم اسی بھول بھلیوں میں الجھتے رہیں گے۔

سال کے 365 دن، ہر لمحہ، ہر سانس میں اپنے رب کی رضا کے لیے جینا، ہر عمل میں نیکی کو ترجیح دینا، جھوٹ اور گناہوں سے بچنا، یہی اصل مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ رمضان ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ کی محبت اور یاد کے بغیر زندگی خالی ہے۔ رمضان کا جذبہ صرف مہینے کا نہیں، بلکہ ہر دن کی روح ہونا چاہیے۔

آئیں! ہم عہد کریں کہ رمضان کے بعد بھی اپنی روحانیت کو زندہ رکھیں، مسجدوں کو آباد رکھیں، دلوں کو اللہ کی محبت سے منور رکھیں، اور ہر لمحہ اپنے اعمال کے ذریعے رب کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ صرف رمضان کے مسلمان مت بنیں، بلکہ ہر دن، ہر لمحہ، ہر سانس میں سچا مسلمان بنیں، تبھی ہماری دنیا اور آخرت روشن ہو گی۔

زبان کی دُرستگی سے دِل کی دُرستگی!

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی بندے کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہوجائے اور دل اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہوجائے۔"

(مسند احمد: 13048 حدیث صحیح)

درس قرآن

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

انفاق فی سبیل اللہ، آٹھ بار

بارِ اول:۔ "وانفقوا فی سبیل اللّٰہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ"...(آیۃ:۱۹۵)

ایثارِ جان کے ساتھ ایثارِ مال کا حکم، کیونکہ خرچ کے بغیر جہاد ناممکن ہے۔ خرچ میں بخل کرکے جہاد سے جی چرانا اپنے ہاتھوں آپ ہلاکت میں پڑنا ہے اور جہاد کے بغیر نہ توحید قائم رہ سکتی ہے نہ مشرکین کا زور ٹوٹ سکتا ہے اور ہر عمل میں اخلاص اور حسنِ نیت ضروری ہے۔ **واحسنوا ان اللّٰہ یحب المحسنین...!**

بارِ ثانی:۔ "قل ما انفقتم من خیرٍ فللوالدین...(آیۃ:۲۱۵)

اللہ کی راہ میں تھوڑا یا زیادہ جو کچھ خرچ کرو اچھا ہے، بشرطیکہ مصرف صحیح ہو اس واسطے اس آیت میں مصرف کی نشاندہی کر دی ہے جو کہ والدین، دیگر رشتہ دار، یتیم، مسکین و مسافر ہیں۔

بارِ ثالث:۔ "یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو"...(آیۃ:۲۱۹)

ضرورت سے زائد مال سب خرچ کر دو، اس میں مقدارِ انفاق کا حکم ہے۔

بارِ رابع:۔ "من ذاالذی یقرض اللّٰہ قرضًا حسنًا فیضٰعفہٗ"... (آیۃ:۲۲۵)

اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا مطلب اس کی راہ میں خرچ کرنا ہے، صرف ثوابِ آخرت کا وعدہ ہی نہیں بلکہ دنیا میں بھی وسعتِ رزق کی اُمید دلائی گئی ہے کہ خرچ کرنے سے مال ضائع نہیں ہوتا بلکہ ثوابِ آخرت کے ساتھ دنیا میں بھی دگنا چگنا مال واپس ملے گا۔

بارِ خامس:۔ "یاایھاالذین اٰمنوا انفقوا ممّا رزقناکم من قبل ان یأتی یومٌ"... (آیۃ:۲۵۴)

یہ دنیا ہی خرچ کرنے کا موقع ہے۔، اس میں اللہ کی راہ میں خرچ کرو، نیکی کماؤ، آخرت بناؤ کیونکہ آخرت میں نہ تجارتی کاروبار ہو گا نہ فدیہ قبول ہو گا، نہ دوست کام آئیں گے نہ سفارش نافع ہو گی، جس شفاعت قہری کے مشرک قائل ہیں۔

بارِ سادس:۔ "مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ"۔ (آیۃ:۲۶۱)

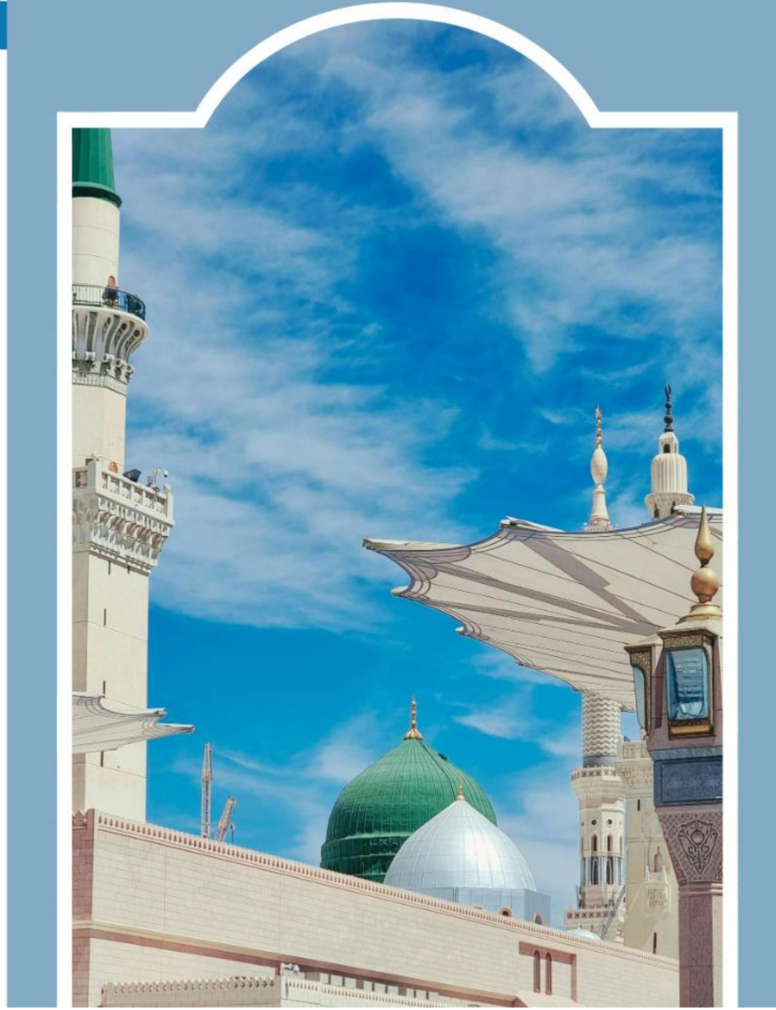
یہاں سے انفاق فی سبیل اللہ پر ترغیب ہے جو تفصیل سے مثال کے ساتھ سمجھائی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے راہ میں خرچ کئے ہوئے کو اس طرح بڑھاتے ہیں جیسا کہ کسان ایک دانہ زمین میں ڈالتا ہے، اس کی سات شاخیں نکلتی ہیں، ہر شاخ پر خوشہ لگتا ہے ہر خوشہ میں سو(۱۰۰) دانے ہوتے ہیں تو ایک کے سات سو ہو گئے، اگر نیت میں پورا خلوص اور تقویٰ کامل ہو تو اس سے دگنا اور بغیر حساب کتاب تک بڑھا دیتے ہیں۔ تم دل کھول کر خرچ کرو، ڈر کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے "ومن اصدق من اللہ قیلًا" ہاں کوئی شخص من واذیٰ کے ساتھ اپنے عمل و خرچ کو ضائع کر دے تو اُس کا اپنا قصور ہے، "مثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء" سے اخلاصِ نیت کی مثال دی اور اس سے پہلے "کالذی ینفق مالہٗ رئاء الناس" میں ریاء کی مثال دی۔

بارِ سابع:۔ "یاایھاالذین اٰمنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم"... (آیۃ:)

اللہ کی راہ میں مال عمدہ اور پاکیزہ اور صاف ستھرا حلال طیب خرچ کرو، آگے عام ہے تمہاری زمین کی پیداوار ہو یا فیکٹریوں کی، محنت مزدوری سے کماؤ یا ملازمت و تجارت سے، ردی بے کار خبیث و حرام مال کا خرچ مقبول نہیں بلکہ ثواب کے بجائے عذاب، قرب کے بجائے بُعد کا باعث بنتا ہے، محرم سے مجرم بنا دیتا ہے۔

بارِ ثامن:۔ "الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سِرًّا وعلانیۃً"... (آیۃ:۲۷۴)

مال اگر اخلاص سے خرچ کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تو جنت ملتی ہے، تھوڑا خرچ کریں یا زیادہ، رات کو یا دن کو، لوگوں کے سامنے یا چھپا کر، اللہ تعالیٰ کی نظر دل پر ہوتی ہے اخلاص ہوا تو جنت دیں گے۔



درس حدیث





حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِيْرٌ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ۔
(۲۸۴/۲)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس فالتو سواری تھی، آپ علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا اونٹ صفیہ کو دے دو، تو انہوں نے کہا میں اس یہودی عورت کو دے دوں؟ اس پر آپؐ ناراض ہو گئے اور حضرت زینب سے ذوالحجہ محرم اور کچھ دن صفر کے کلام تک نہ کی“۔

یہ ناراضگی اور اس میں دو اڑھائی ماہ تک ترک کلام زجر تنبیہ اور تربیت کے طور پر تھی کیونکہ عیب جوئی اور غیبت حرام ہے، حرام کے ارتکاب پر غصہ کرنا دین کی خاطر ہوتا ہے معلوم ہوا دین کی خاطر اپنے بیوی بچوں اور دیگر ماتحتوں سے تربیت کی خاطر ترک کلام کرنا پڑے تو وہ بھی جائز ہے، یہ اس حدیث کے زمرہ میں نہیں آتا جس میں فرمایا گیا کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی سے تین دن تک ناراض ہو کر کلام چھوڑے رکھے اور اسی حالت مر جائے تو جہنم میں جائیگا۔ او کما قال علیہ السلام

قَالَ ابْنُ زُمْعَةَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِطَّلَعَ رَأْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا لَا لَا لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ اِبْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ يَقُوْلُ ذَالِكَ مُغْضَبًا۔ (۲۹۳/۲)

حضرت ابن زمعہ ص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اپنے حجرے سے نکال کر (مسجد میں) جھانک کر دیکھا اور فرمایا نہیں، نہیں، نہیں لوگوں کو ابن ابی قحافہ (ابو بکر) نماز پڑھائیں، آپ یہ بات ناراضگی کی حالت میں کہہ رہے تھے۔"

اس حدیث کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آپ علیہ السلام کی بیماری سخت ہو گی تو میں بھی دیگر مسلمانوں کے ساتھ آپؐ کے پاس بیٹھا تھا حضرت بلال ص آئے انہوں نے آپ اکو نماز کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا کسی سے کہہ دو وہ لوگوں کو نماز پڑھادے حضرت ابو بکر اس وقت موجود نہیں تھے حضرت عمر کو کہا گیا وہ آگے بڑھے نماز پڑھانا شروع کی وہ بلند آواز والے تھے آپ انے ان کی آواز سنی تو فرمایا ابو بکر کہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس چیز کا انکار کرتے ہیں اور مسلمان بھی (یعنی غیر ابی بکر کی امامت کا) آپ انے ابو بکر ص کو بلوایا وہ نماز پڑھاتے رہے، یہ نماز حضرت عمر ص نے پڑھائی تھی، ایک اور حدیث میں ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ... حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی عرض کیا وہ رقیق القلب ہیں آپؐ کا مصلیٰ خالی دیکھ کر برداشت نہ کرتے ہوئے نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰى ذَالِكَ عُمَرُ قَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَدِّدُهَا حَتّٰى سَكَنَ غَضَبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (۳۳۶/۱)

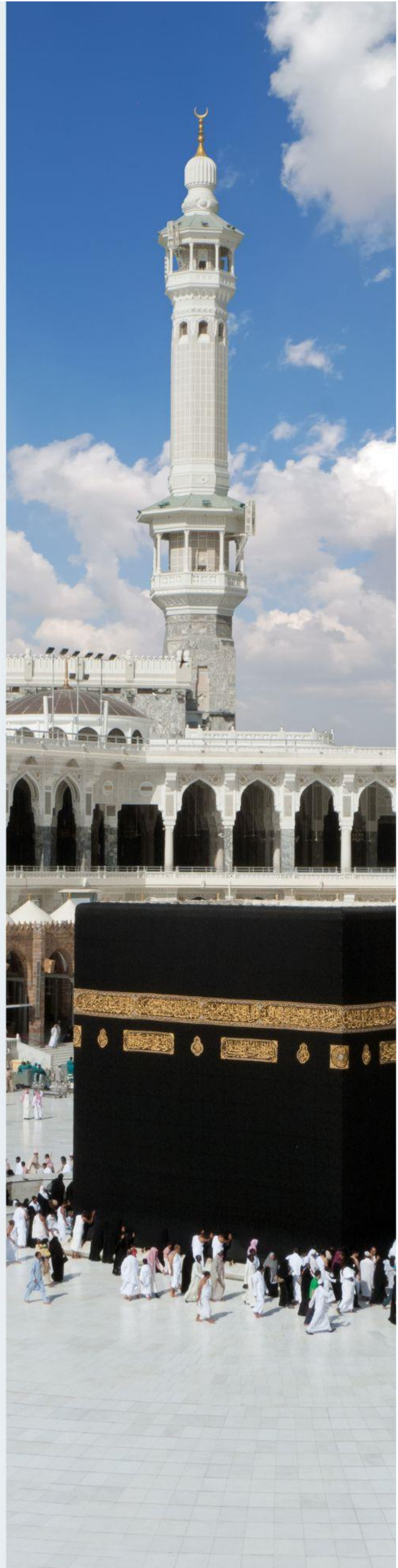
حضرت قتادہ فرماتے ہیں ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کیسے روزہ رکھتے ہیں آپ علیہ السلام اس کی بات سے ناراض ہو گئے جب حضرت عمر نے یہ ناراضگی دیکھی تو کہا ہم اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں، ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کی ناراضگی سے حضرت عمر یہ دعا دھراتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ناراضگی ختم ہو گئی۔

شاید ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ صوم وصال آپ اکی خصوصیت ہے اور وہ شخص معلوم کر کے آپؐ کی اقتداء کرنا چاہتا تھا لیکن اقتداء کر نہ سکتا جلد عمل ترک کر دیتا یا دل میں تنگی اور ملال پیدا ہو جاتا۔ اور دین کے کام کو شروع کر کے چھوڑ دینا یا اس سے تنگ دل ہو کر بیٹھ جانا قابل ملامت اور باعث ناراضگی ہے۔

حمد باری تعالیٰ

محمد زبیر زائر صاحب

تمھیں دیکھا کبھی ہم نے,ہے اپنوں کی جفاؤں میں
کبھی غیروں کی غیرت میں کبھی ان کی اداؤں میں
حدیثوں کے جواہر میں تو قرآں کی صداؤں میں
جبین شوق کے سجدوں میں,رحمت کی گھٹاؤں میں
کبھی تیری عطاؤں میں کبھی اپنی خطاؤں میں
کبھی ویران دل میں توکبھی دل کے خلاؤں میں
کبھی ماں باپ کی الفت, محبت میں, وفاؤں میں
کبھی ان کی عطاکردہ حسیں, میٹھی دعاؤں میں
کبھی درد جگر میں تو کبھی کامل شفاؤں میں
شب فرقت کی وحشت میں تو اس دل کی خزاؤں میں
تھا پیاسا میں محبت کا, رہا ڈوبا جفاؤں میں
کبھی دیکھا تمھیں دنیا کی ایسی انتہاؤں میں
صداقت میں ,عدالت میں, سخاوت میں, شجاعت میں
ابو بکروعمر,عثماں ,علی کی ان اداؤں میں
زمانے کی کسی بھی چال پر دل ٹوٹ جائے تو
ترا ہی نام ہوتا ہے مرے دل کی صداؤں میں
مرے مولا !مجھے اپنابنالے!تیرابندہ ہوں
گناہوں سے بچالے مجھ کو فتنوں میں, وباؤں میں
مہک تیری چمن میں بھی, جھلک تیری سمن میں بھی
سمایا ہے تو ہر ذرے میں, ہر شے میں ,فضاؤں میں
مجھے تسلیم ہے سب کچھ لٹا آیا ,گناہوں میں
کھڑا ہوں اب, فقط" لا تقنطو "کی پاک چھاؤں میں
ہے مولا کی عطا توفیق توبہ بھی , زہے قسمت
اگر " زائر " ہے شامل ہر خطا میری خطاؤں میں



نعت رسول مقبول ﷺ

کلیم وارث صاحب

میں تھا ایک دن خیالوں میں کھویا ہوا
رب سے میں نے تصور میں کی التجا
کون ہے تجھ کو پیارا اے میرے خدا
مجھ سے میرے خدا نے کہا مصطفیٰ
پوچھا آدمؑ سے میں نے کہ اے اوصافی
آپ سے بڑھ کر جہاں میں کوئی بھی نہیں
بولے مجھ سے بھی بڑھ کر ہے وہ مہ جبین
نام جن کا سرے عرش میں نے پڑھا
پوچھا یوسفؑ سے میں نے کہ پیارے نبیؑ
دیکھ کر تجھ کو ہیں انگلیاں کاٹ دی
بولے مجھ سے بھی ہیں اس جہاں میں حسین
جس نے دیکھا انہیں ان پر خود کٹ گیا
پوچھا نبیوں سے میں نے کہ اے انبیا
لیل معراج میں کیا ہوا واقعہ
بولیں سب انبیا کہ قسم بخدا
ہم بنے مقتدی وہ بنے مقتدا
پوچھا جبرائیلؑ سے مجھ کو یہ تو بتا
کون ہے تجھ سے اقرب الیٰ ربنا
بولے میری تو حد سدرۃ المنتہیٰ
اے کلیم اس سے آگے گئے مصطفیٰ



شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق ؒ

محمد داؤد الرحمن علی

شیخ الحدیث حضرت جدی المکرم مولانا عبد الحق رحمہ اللہ کی ذات و شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جامع الکمالات اور جامع الصفات، وہمہ گیر اور ہمہ پہلو شخصیت کے حامل تھے۔ علمی، دینی، تدریسی، مذہبی، روحانی، سیاسی، تحقیقی، معاشرتی، جہادی، دعوتی، تبلیغی، تصنیفی، انفرادی اور اجتماعی ہر میدان میں آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ رحلت کے طویل عرصے کے باوجود عوام وخواص کی عقیدت، محبت اور اعتراف واظہار عظمت میں آپ کے ساتھ کوئی کمی محسوس نہیں ہو رہی۔ اہل اللہ اور فنافی اللہ لوگوں کی شان ہی یہی ہوتی ہے کہ وہ زندگی اور موت کے بندھنوں سے آزاد رہ کر لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔

مختصر احوال

آپ 1908ء میں اکوڑہ خٹک میں الحاج مولانا معروف گل صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ والد اور دادا زراعت کے پیشہ ور ہونے کے ساتھ تجارت بھی کرتے اور علاقے کے خوشحال اور متمول افراد میں شامل تھے۔ والدین کی شخصیت میں ہیبت، دبدبہ، تواضع، ہمدردی، زہد و تقوی، سادگی اور اللّٰہیت کے عجیب اوصاف تھے۔ والد گرامی عظیم جہادی راہنما حاجی صاحب ترنگزئی کے معاون اور تحریک جہاد کے ہمقدم رہے۔ والدہ ماجدہ کا ہر لحہ یادِ خدا اور فکر آخرت میں مصروف رہتا، اور گھر کی پاکیزہ فضا نے بچپن سے مولانا عبد الحق رحمہ اللہ کے دل میں علم و دین سے محبت کی بنیاد رکھی۔(ماہنامہ الحق، شیخ الحدیث مولانا عبد الحق نمبر)

تعلیم وتربیت

ابتدائی مکتبی تعلیم گھر سے اور اکوڑہ خٹک کے معروف عالم دین مولانا عبد القادر رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ آٹھ دس برس کی عمر میں قصبہ اکھوڑی ضلع اٹک کا پہلا سفر اختیار کیا اور پشاور کے مضافات میں جید علمائے کرام سے درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں ہندوستان کے مختلف

شہروں جیسے امروہہ، میرٹھ، گلوٹھی، کلکتہ میں مشاہیر علم سے استفادہ کیا۔ شوال 1347ھ میں دارالعلوم دیوبند پہنچے اور 1352ھ میں فراغت حاصل کی۔

اساتذہ:

- شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
- مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمہ اللہ
- مولانا عبدالسمیع دیوبندی رحمہ اللہ
- مولانا اصغر حسین دیوبندی رحمہ اللہ
- مولانا ابراہیم بلیلاوی رحمہ اللہ
- مولانا مرتضی حسن رحمہ اللہ۔(زندگی و خدمات مولانا عبدالحق، دارالعلوم حقانیہ)

تدریس و علمی خدمات

فراغت کے بعد مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے اپنے گاؤں میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، اور جلد ہی ان کا حلقہ علم وسیع ہوا۔ 1362ھ میں دارالعلوم دیوبند سے تدریس کا بلاوا آیا، جہاں آپ نے تقسیم ہند تک علمی خدمات انجام دیں اور تین ہزار طلبہ نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

تقسیم کے بعد دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد آپ نے ایک چھوٹی مسجد میں رکھی، جو آج ایک عالمی دارالعلوم اور علوم و معارف کا بحر ناپید کنارہ بن چکا ہے، اور پانچ ہزار طلبہ یہاں کسب فیض کر رہے ہیں۔(مکتوبات مشاہیر، مولانا سمیع الحق)

سیاسی خدمات

شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی سیاسی خدمات بھی نمایاں ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل تحریک آزادی ہند میں حصہ لیا، اور بعد ازاں ملک کی تعلیمی، دینی اور آئینی خدمات میں پیش پیش رہے۔ 1952ء میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے اجلاس میں شریک، اسلامی قانون کے مشوروں میں حصہ لیا۔ 1969ء میں اختلافات کے مصالحت کار، 1970ء میں آزادانہ کمیشن کے رکن، اور 1973ء کے آئین میں دو سو سے زائد ترمیمات پیش کیں۔

1977ء اور 1985ء کے انتخابات میں اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر حصہ لیا اور تحریک نفاذ شریعت میں رہبرانہ خدمات انجام دیں۔(قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، مولانا سمیع الحق، ص 45–120)

تحریک تحفظ ختم نبوت

شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا، 1974ء میں نائب صدر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت رہے۔ اس تحریک میں علمی، تحقیقی اور سیاسی کردار ادا کیا، اور قادیانیوں کے خلاف مضبوط موقف پیش کیا۔ صدر جنرل ضیاء الحق کے دور میں آئینی ترمیم اور قادیانیت سے متعلق مسائل پر موثر مشاورت کی۔ (ملت اسلامیہ کا موقف، دار العلوم حقانیہ)

اخلاق و کمالات

حسن اخلاص: ہر عمل اللہ کے لیے، خواہ مجلس درس ہو یا دو طلبہ کے لیے۔

تواضع و خاکساری: بڑے منصب و مرتبے کے باوجود بے تکلف اور سادہ مزاج۔

شفقت و محبت: ہر طالب، ہر ملنے والے کے لیے شفقت، بچوں کی دل جوئی۔

درس و تدریس سے عشق: تدریس آپ کا اوڑھنا بچھونا، ہر حال میں جاری۔

صبر و تحمل: سخت حالات میں بھی بردباری، مخالفین کے لیے دعا اور تحمل۔

وفات

شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رحمہ اللہ نے 7 ستمبر 1988ء کو دار فانی سے کوچ فرمایا، لیکن ان کی خدمات، تعلیمات اور روحانی اثرات آج بھی زندہ ہیں۔



استغفار اور اولاد





محمد شعیب

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تو آپ سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ملازم نے عرض کیا کہ اے شہزادۂ رسول! میں بہت دولت مند آدمی ہوں، لیکن میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے کوئی ایسا عمل تعلیم فرمائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم استغفار پڑھا کرو۔ اس شخص نے استغفار کی یہاں تک کثرت کی کہ روزانہ سات سو مرتبہ استغفار پڑھنے لگا۔ اس عمل کی برکت سے اس شخص کے مختلف بیویوں سے دس بیٹے ہوئے۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کیوں نہیں دریافت کیا کہ یہ عمل حضور نے کہاں سے دریافت فرمایا؟

چنانچہ جب دوسری مرتبہ اس شخص کو حضرت امامِ ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو اس نے یہ سوال دریافت کیا۔

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے قرآنِ مجید میں حضرت ہود علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا؟

يَاقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ (هود)



یعنی اے میری قوم! تم اپنے رب سے استغفار کرو، پھر اس کی طرف رجوع ہو جاؤ، تو وہ تم پر زور دار بارش بھیجے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے زیادہ دے گا۔

اور تم نے قرآنِ کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا ارشاد نہیں سنا؟

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ (نوح)

یعنی تم لوگ اپنے رب سے استغفار کرو، بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ تم پر زور دار بارش بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا! (روح البیان، ج4، ص147)

SOCIAL MEDIA

FAKE NEWS

میڈیا اور زبان کا غیر محتاط استعمال تلوار کے وار سے زیادہ خطرناک!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"ایک ایسا فتنہ آئے گا جو بہرا، گونگا اور اندھا ہوگا۔ جو کوئی اسے جھانک کر دیکھے گا وہ اسے بھی اُچک لے گا اور اس فتنے میں زبان کو بے مہار چھوڑ دینا تلوار کے وار کی طرح ہوگا۔" (سنن أبي داؤد:4264 باب في كف اللسان)

فتنے کے اندھے، بہرے اور گونگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے میں مبتلا لوگ تعصب، ہٹ دھرمی اور جہالت کی وجہ سے حق بات دیکھنے، سننے اور سمجھنے سے قاصر ہوں گے، وہ کسی کی زبان سے ایسی بات سننا بھی گوارا نہیں کریں گے جو ان کے نظریے اور مرضی کے خلاف ہو۔ نیز زبان کو بے مہار چھوڑ دینے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جھوٹی باتیں اور پروپیگنڈے ادھر سے ادھر نقل کر کے فتنے کی آگ کو مزید بھڑکائیں گے۔ (مأخوذ بذل المجهود شرح سنن ابی داؤد، جلد 5 صفحه 97)

آج کے حالات میں کسی بھی غیر مصدقہ واقعے کے بعد لوگوں کی زبانیں بے لگام ہو جاتی ہے اور پروپیگنڈوں کی خوب تشہیر کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں بڑے بڑے فسادات جنم لیتے ہیں۔ لہٰذا آج کے نازک ترین حالات میں حدیثِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے اپنی سوشل میڈیا وال اور اپنی اپنی زبانوں کو لگام دینے کی ضرورت ہے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وصیت







محمد حفص فاروقی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک دن حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! واللہ، میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر فدا، خدا کی قسم میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔"

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"اے معاذ! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد اس دعا کو نہ چھوڑنا:"

اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَىٰ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

"اے اللہ! میری مدد فرمایئے اپنے ذکر و شکر اور اپنی اچھی عبادت پر۔" (ابو داؤد: ۲۱۳، نسائی، ترغیب: ۴۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:



نبی پاک ﷺ جب تک (اس دنیا میں) باحیات رہے کبھی اس دعا کو نہیں چھوڑا (ہمیشہ پڑھتے رہے):

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي أُعْظِمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتَّبِعُ نَصِيحَتَكَ وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ

”اے اللہ! مجھے خوب شکر کرنے والا، کثرت سے ذکر کرنے والا، نصیحت ماننے والا اور اپنی وصیت کی حفاظت کرنے والا بنا دیجئے۔“(ترمذی:۲۰۱، مجمع الزوائد:۱۰/۱۷۲، مشکوٰۃ:۲۲۰)

بچوں کی حفاظت کا قرآنی نسخہ!

آج کل بدامنی اور خدشات کا زمانہ ہے، بالخصوص ناسمجھ اور ناپختہ ذہن کے بچے بچیوں اور لڑکے لڑکیوں کے لیے بڑے خطرات ہیں۔ لہٰذا جب بھی بچے گھر سے رخصت ہو رہے ہوں تو وہ آیت پڑھ کر دَم کیجیے جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے سخت خوف، خطرات و خدشات میں اپنے خوبصورت، وجیہ اور پیارے بیٹوں کو رخصت کرتے ہوئے پڑھی تھی:

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

”اللہ سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے“

اس کی برکت سے بچے صحیح سلامت جائیں گے اور صحیح سلامت واپس آئیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

مصروفیت کے باوجود

وقت نکالنے کا طریقہ کار







مولانا عبد المتین لیاری

1

۔یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ وقت کو منظم انداز سے استعمال نہ کرنا زندگی میں انتشار پیدا کر دیتا ہے اور انتشار کام کے بگڑنے کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن کے لیے بوج بن جاتا ہے جسے عام طور پر بے چینی (stress) کہا جاتا ہے۔

2۔ماہرین کے مطابق انسان جو کام کر سکتا ہو لیکن بد نظمی کی وجہ سے نہ کرتا ہو تو یہ بد نظمی بھی انسان کو بے چین کر دیتی ہے۔

3۔چین سکون میں آنے کا ایک بہت بڑا طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنے کرنے کے کام کو سمجھے اور ان کاموں کے لیے باقاعدہ وقت طے کرے اور ان کو اپنے مقررہ وقت پر انجام دے۔

4۔کاموں کو تقسیم کیا جائے یومیہ، ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ یا طویل المدتی مقاصد امور وغیرہ کے نام سے۔

5۔تمام کاموں کو روزانہ یا فورا کرنے والی لسٹ میں نہ رکھیں۔

6۔کچھ کام روزانہ کرنے کے ہوتے ہیں جیسے ورزش، عبادت، تلاوت، ملازمت اور کاروبار وغیرہ اور کچھ کام ہفتہ وار جیسے گھریلو مصروفیات، عیادت تعزیت، صحبت اہل اللہ اور اسی طرح ماہانہ جیسے بجٹ بنانا، صدقہ کرنا وغیرہ۔

7۔یہ طے کر لیا جائے کہ یومیہ آپ کی جامد اور پکی ٹھکی مصروفیت کون کون سی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کاموں کے وقت کو بھی اس میں شامل کر لیں جو روزانہ اچانک (ایمر جنسی) کی صورت میں کسی صورت کرنے ہی ہوتے ہیں اس صرف میں ملازمت، آرام، کھانا پینا، اہل خانہ اور اپنی صحت کے ضروری امور کا حساب لگالیں اور احتیاطا کچھ وقت زیادہ کا اندازہ مقرر کر لیں۔



8۔مذکورہ طریقہ کار مقرر کرنے کے بعد دیکھ لیں کہ آپ کے پاس مزید یومیہ کتنے گھنٹے بچتے ہیں اسی طرح ایک بات کا خاص اہتمام کرلیں کہ جن چیزوں یا لوگوں کی وجہ سے وقت ضائع ہوتا ہے ان سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ کنارہ کش کرلیں۔

9۔جو کام آپ کسی اور سے کرا سکتے ہیں تو بلاوجہ مجاہد بن کر وہ کام خود کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اوروں کو ذمہ داریاں تقسیم کرنے سے وقت، ذہن، صلاحیت، صحت کی بچت ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ لوگ بھی احساس ذمہ داری محسوس کرنے لگتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔یاد رہے سب کچھ خود کرنا کمال نہیں ہے لیکن سب کچھ اپنی نگرانی میں کرانا بہت بڑا کمال ہے یہ ایسی خوبی ہے کہ انسان مر بھی جاتا ہے لیکن اس کا کام جاری رہتا ہے۔

10۔یومیہ مصروفیت سے جو وقت بچ جائے اسے اپنے مختلف ذاتی مقاصد کے لیے تول تول کر خرچ کیا جائے جیسے مطالعہ، تحقیق، لکھنا پڑھنا، عبادت و ریاضت، خط و کتابت، مسیجز کے جواب دینا، لوگوں کی خدمت کرنا، صلہ رحمی، عیادت و تعزیت، خاندانی امور، اہل خانہ کے حقوق، علاقائی امور، فلاح و بہبود کے کام، قومی مقاصد، دوستوں کے ساتھ گپ شپ، کھیل ہنسی مذاق اور تفریح وغیرہ۔

مذکورہ تمام امور کو یومیہ ہفتہ وار ماہانہ سالانہ اور طویل المدت خانوں میں وقت ضرورت اور ترجیح کے موافق تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا
جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے گھر والوں،
اس کے مال اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔“

[أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب : الايمان، باب : وجوب محبة رسول االله صلي الله عليه وآله وسلم أكثر من الأهل والولد والوالد والناس أجمعين وإطلاق عدم الايمان علي من لم يحبه هذه المحبة]



ایک عمل، چار حاجتیں



محمد صہیب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چار شخص حاضر ہوئے۔ ایک نے قحط کی شکایت کی، دوسرے نے کہا: میں محتاجی سے تنگ ہوں۔ تیسرے نے کہا: میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ چوتھے نے عرض کیا کہ میری زمین کھیتی اور باغ نہیں لگاتی۔ چاروں کی فریاد سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ استغفار پڑھا کرو۔

ربیع بن صبیح رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا ابن رَسولِ اللہ! لوگ مختلف قسم کی حاجتیں لے کر آئے ہیں اور آپ نے سب کو ایک ہی دعا تعلیم فرمائی، یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآنِ کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اِسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا ۝ وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا

یعنی تم لوگ اپنے رب سے استغفار کرو، بیشک وہ بہت معاف فرمانے والا ہے۔ وہ تم پر زور دار بارش بھیجے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے لیے باغ اور نہریں بنادے گا۔



پھر فرمایا: ربیع بن صبیح! دیکھ لو، اس آیت میں استغفار کے یہ چاروں فائدے بیان کیے گئے ہیں:

بارش ہونا، مال ملنا، اولاد ہونا، باغ اگنا، یہی چاروں کی حاجتیں تھیں، اس لیے میں نے چاروں کو استغفار کا ایک ہی عمل تعلیم کر دیا۔ (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۲۵۰)



رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" میری مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی، پھر جب آگ کی روشنی چاروں طرف پھیلی تو پروانے اور کیڑے مکوڑے اس میں آ آ کر گرنے لگے، وہ آدمی ان کو آگ میں گرنے سے روکتا رہا مگر وہ اس کے قابو میں نہ آئے اور آگ میں گرتے رہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" یہی مثال میری اور تمہاری ہے کہ میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر جہنم میں گرنے سے روکتا ہوں (اور میں تمہیں کہتا ہوں) کہ دوزخ سے دور ہو جاؤ! دوزخ سے دور ہو جاؤ! لیکن تم ہو کہ مانتے نہیں اور اس میں گرتے چلے جا رہے ہو۔"

(صحیح مسلم: 6097، باب شَفَقَتِهِ ﷺ عَلَى أُمَّتِهِ)



درود شریف

کی برکات

ام محمد صاحبہ

درودِ پاک کی برکت سے دین ودنیا کی حاجتوں کا پورا ہونا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر دن میں سو مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ پاک اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا، ستر آخرت سے متعلق اور تیس دنیا سے متعلق۔(القول البدیع ص 123)

درودِ پاک کی برکت سے لوگوں کی نگاہوں میں محبوبیت

حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص حضور ﷺ پر درود پڑھتا ہے، اس کا دل نفاق سے ایسا دھل جاتا ہے جیسے کپڑا پانی سے دھل جاتا ہے۔



اور فرمایا کہ ہم نے رسولِ پاک ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو مومن درود بکثرت پڑھتا ہے، لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اگرچہ پہلے وہ اس سے متنفر ہوں، اور لوگ اس وقت تک محبت نہیں کرسکتے جب تک کہ اللہ پاک کی نگاہ میں وہ محبوب نہ بن جائے۔(القول البدیع ص127)

درودِ پاک کی برکت سے طاعون وہیضہ سے حفاظت

ابن خطیب نے بیان کیا ہے کہ نبی پاک ﷺ پر درودِ پاک کی کثرت طاعون سے محفوظ رکھتی ہے اور اسے دور کرتی ہے۔

درودِ پاک کی برکت سے بھولنے کے مرض کا علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جسے بھولنے کا اندیشہ ہو وہ کثرت سے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے۔(القول البدیع)

درودِ پاک کی برکت سے عذابِ قبر سے نجات

ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ میری لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے، میں اسے خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عشاء کے بعد چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک بار پڑھو، پھر لیٹ جاؤ اور نیند آنے تک درودِ شریف پڑھتی رہو۔

اس نے ایسا ہی کیا تو لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ وہ سخت عذاب میں مبتلا ہے، اس کے ہاتھ پاؤں آگ کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں اور اس پر تارکول کا لباس ہے۔ وہ صبح اٹھ کر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی۔ انہوں نے فرمایا کہ صدقہ کرو، شاید اس کی برکت سے نجات پائے۔

اگلے دن حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں اس لڑکی کو دیکھا کہ وہ جنت کے باغیچوں میں ہے، ایک تخت بچھا ہے اور وہ نور کے تاج کے ساتھ بیٹھی ہے۔ اس نے کہا: حسن! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو آپ نے درود پڑھنے کا حکم دیا تھا۔



حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تمہاری ماں نے تو اس کے برعکس حال بیان کیا تھا؟ اس نے کہا: حالت تو وہی تھی، مگر صالحین میں سے ایک شخص کا گزر ہوا، اس نے ایک مرتبہ درود پڑھ کر ثواب بخش دیا۔ ہم ستر ہزار عذابوں میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے ہم سب کو عذاب سے آزاد کر دیا، اور یہ جو مرتبہ آپ دیکھ رہے ہیں وہ اسی کا اثر ہے۔

درودِ پاک کی برکت سے روزِ قیامت مصافحہ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر دن میں پچاس مرتبہ درود پڑھا کرے گا، قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔ (القول البدیع ص 130)

ہر طبقہ اپنے مطلب کا دین چاہتا ہے!

- لڑکے نہیں چاہتے کہ جہیز کیخلاف بات ہو، جبکہ لڑکیاں دوسری شادی کے فضائل سننا نہیں چاہتیں۔
- بھائی نہیں چاہتے کہ بہنوں کی وراثت پر بات ہو، جبکہ بہنیں بھائی کے ادب و احترام پر گفتگو سننا نہیں چاہتیں۔
- مالدار کو حرام کمائی پر خطاب پسند نہیں، مزدور طبقے کو محنت اور جہد مسلسل کی ترغیب پسند نہیں آتی۔
- ملازمین، مالکان کے شرعی حقوق سننا نہیں چاہتے، جبکہ مالکان کو ملازمین کے حقوق پر گفتگو اچھی نہیں لگتی۔
- بیویاں چاہتی ہیں صرف شوہروں کی ذمہ داریاں بیان ہوں جبکہ شوہر چاہتے ہیں کہ صرف ان کے ہی حقوق پر بات ہو۔
- والدین "حقوق والدین" پر خطاب چاہتے ہیں اور اولاد چاہتی ہے کہ والدین کی تربیت اور ذمہ داریوں پر بات ہو۔
- شہری اپنی ریاستی ذمہ داریوں پر لیکچر سننا نہیں چاہتے جبکہ ریاست، شہریوں کے بنیادی حقوق سے لاتعلق اور صرف اپنے حقوق سے متعلق قرآن وسنت کا پرچار چاہتی ہے۔

معاشرے کی تربیت کا مدار اس پر ہے کہ ہر طبقہ خود احتسابی کی طرف آئے
اور اپنی مرضی اور مفاد کے دین کی بجائے مکمل دین کو اختیار کیا جائے